

ڈاکٹر محمد افتخار شفیع

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اُردو

گورنمنٹ کالج، ساہیوال

فانہ آدم: مجید امجد کا علمِ فلکیات پر ایک مقالہ (حقائق کی جستجو کا سفر)

ABSTRACT

Fasana-e-Adam: a paper by Majeed Amjad on astronomy

By Dr. Muhammad Iftikhar Shafi, Associate Prof. Department of Urdu, Govt. College, Sahiwal.

Majeed Amjad, a well-known poet of Urdu, was much interested in science, especially astronomy. He had written a paper on astronomy, describing different planets, galaxies and cosmos. This indeed, was based on some books on astronomy, written in English. This article traces the sources of that paper by Majeed Amjad written in Urdu. It also compares the Urdu text with the original sources, analyzing the language and interpretation.

انسان آغاز ہی سے کائنات اور اس کے متعلقات کے حوالے سے تجسس کا شکار رہا ہے۔ اکیسویں صدی میں اس موضوع پر متعدد انکشافات منظر عام پر آ رہے ہیں۔ کائنات اور اس کے سر بستہ رازوں سے پردہ اٹھ رہا ہے۔ آج کے عہد میں بڑی بڑی دریافتیں اور تہلکہ خیز سائنسی مفروضے سامنے آئے ہیں۔ ابن آدم کے دیرینہ خواب اپنی عملی تعبیر کی طرف رواں دواں ہیں۔ دنیا کے جدید ممالک کے سائنس دان خلا میں تجربہ گاہوں، خلائی فیکٹریوں اور کئی کئی میل پر پھیلی ہوئی خلائی کالونیاں بنانے کے شاندار منصوبے باندھ رہے ہیں۔ ادب اور ادیب کی معاشرے سے گہری علمی وابستگی اور مستقبل شناسی کے سبب کائناتی شعور کا فلسفیانہ یا سائنسی پہلوؤں سے ادراک حاصل کرنے کا تصور ملتا ہے۔ دنیا کی ہر زبان کے ادب میں یہ روایت موجود ہے۔

عالمی ادب میں افلاک کی تصوراتی یا خیالی سیر کی اہم روایت موجود ہے۔ اس موضوع پر مذاہب عالم کے عقاید و تصورات کا گہرا اثر دیکھا جاسکتا ہے۔ اسلام میں رسول کریم ﷺ کے سفر معراج کے تناظر میں سرحد افلاک سے بھی پار جانے اور ستاروں کو گدراہ بنانے کا تصور بھی ملتا ہے۔ شعر اودبا کے ہاں بھی خلا، عالم ارواح، بہشت و دوزخ، یا جہان دیگر کی روحانی یا خیالی سیر موضوع سخن بنی ہے۔ یہاں قدیم یونانی مفکر لیوسین کے خلائی سفر کی داستان (جس میں چند انسان گدھ اور عقاب کے پروں پر بیٹھ کر خلا کا سفر کرتے ہیں)، ورجل (Virgil) کی منظوم داستان Aened، دانٹے الغیری کی

دیوان کا میڈی (Devine Comady)، ابوالعلا المعری کے رسالہ الغفران، حکیم سنائی غزنوی کی سیر العباد الی المعاد، خواجہ فرید الدین عطار کی منطق الطیر، ابن عربی کی فتوحات مکیہ، خواجہ احمد لطیف کی اعراف کی ایک روح، مولانا محمد حسین آزاد کی نیرنگ خیال، سجاد علی انصاری کے نامکمل ڈرامے روز جزا کو بہ طور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ اُردو کے کلاسیکی شعرا کے ہاں مہ و نجوم اور اجرام فلکی کے حوالے سے تقدیر کے جبر، آسمان کا الٹی چال چلنا، چرخ نیلی فام کی بے اعتنائی وغیرہ جیسے مضامین ملتے ہیں۔ بیسویں صدی میں علامہ اقبال نے اس موضوع کو فلسفیانہ تناظر میں دیکھا اور صحیح معنوں میں کائناتی شعور کے ساتھ شاعری میں مضامین نو کے انبار لگا دیے۔ ان کی شعری تخلیق جاوید نامہ اس کی عمدہ مثال ہے۔ اس کے علاوہ بھی اقبال کے ہاں گنبد فلک کی لامحدود پہنائیوں میں تسلسل کے ساتھ سرگرم عمل رہنے کا تصور ملتا ہے:

مدت سے مری سوچ ہے آوارہ افلاک

کردے تو اسے چاند کے غاروں میں نظر بند (۱)

گزشتہ صدی کی چھٹی دہائی میں انسان کی چاند تک رسائی نے کائنات کی وسعتوں میں سیر افلاک کے دروا کیے، سائنسی مطالعات میں علم فلکیات کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔ کائنات اور اس کے مشاہدات نے متعدد نئے سوالات کو جنم دیا۔ نئے انسان نے کائنات کی تخلیق، اس کی ہیئت، حدود اور بعد اور عناصر ترکیبی پر غور و خوض کرنے کے بعد ثابت کر دیا ہے کہ اس کائنات کی وسعت کے بارے میں حتمی رائے قائم کرنا آسان نہیں۔ انسانی ادراک جیسے جیسے غور و فکر کی منزلیں عبور کرتا جاتا ہے، اسے اپنی بے مائیگی کا احساس ہوتا جاتا ہے۔ جدید شعرا کے ہاں ضمنی طور پر علم فلکیات کے اثرات کا سراغ بھی ملتا ہے۔

مجید امجد (۱۹۷۴ء - ۱۹۱۴ء) کی ادبی کائنات کے آفاق وسیع ہیں۔ ان کے شعری اور نثری رجحانات کی ساخت پر داخست میں ان کے مطالعے کی وسعت نے اہم کردار ادا کیا، گورنمنٹ کالج ساہیوال میں مجید امجد سے منسوب پوسٹ گریجویٹ لائبریری میں ان کی باقی ماندہ کتابوں کے ذخیرے میں متنوع موضوعات پر کتابیں موجود ہیں۔ ان کے زیر مطالعہ کتب و رسائل میں ادب لطیف، ماہ نو، اوراق، سیپ اور ادبی دنیا کے چند شماروں کے علاوہ مختلف فارسی، اُردو لغات، چند انگریزی کتابیں اور دوستوں کی طرف سے تحفے میں ملنے والے کچھ شعری مجموعے شامل ہیں، ان کتابوں کو دیکھ کر مجید امجد کی مختلف علوم میں گہری دل چسپی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مجید امجد کے زیر مطالعہ رہنے والی اکثر کتابوں پر ان کے قلم سے لگے نشانات کو دیکھا جاسکتا ہے۔ اکثر کتابوں پر ان کی نام کی ذاتی مہر بھی ثبت ہے۔

علم فلکیات (Astronomy) سے مجید امجد کو خاص شغف تھا۔ ان کی شاعری بہ طور خاص نظموں پر اس کے واضح اثرات محسوس کیے جاسکتے ہیں۔ مجید امجد سائنسی شعور کے حامل ادیب تھے، علم فلکیات کے بارے میں رائج قدیم

فسانہ آدم: مجید امجد کا مسلم فلکیات پر ایک ممتاز (حقائق کی جستجو کا سفر)

تصورات کے برعکس ان کے ہاں جدید افکار سے انجذاب و قبول کا رجحان نظر آتا ہے۔ مجید امجد کی نظموں کے موضوعات میں حیاتی اور کائناتی شعور کی کارفرمائی نظر آتی ہے۔ ان کے متنوع شعری موضوعات میں کائنات کی حدوں سے پار نکل جانے کی خواہش ملتی ہے۔ ان کی بالیدہ اور زرخیز قوت متخیلہ بھی وسعت کے لحاظ سے ہمہ وقت تغیر پذیری کے عمل سے گزرتی رہتی تھی۔ کائنات کے ظاہر و باطن میں موجود پراسراریت بھی مجید امجد کے شاعرانہ فکر و اسلوب کے لیے مہینز کا کام دیتی تھی۔ ان کے ہاں نئے امکانات کی تلاش کا عمل کائنات کی لامحدود انتہاؤں کو جانچنے کے عمل سے مشابہ ہے۔

فسانہ آدم مجید امجد کا دست نوشتہ مسودہ ہے۔ یہ بائیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس مسودے کے پہلے صفحے پر نمایاں اور جلی حروف میں موٹے قلم کے ساتھ اس کا عنوان یعنی فسانہ آدم تحریر کیا گیا ہے۔ فسانہ آدم میں تحریر کے ساتھ ساتھ مختلف تصویروں کے ذریعے موضوعات کی وضاحت کی گئی ہے۔ ابتدائی صفحے پر موٹے حروف کے ساتھ باب تحریر ہے۔ اس کے نیچے زمین (Earth) سے متعلق بنیادی معلومات درج کی گئیں ہیں۔ یہاں بیانیہ انداز میں خوب صورت اسلوب کے ساتھ کرہ ارض کی ابتدا اور ارتقا پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ نظام شمسی (Solar System) کا عنوان دے کر نیچے چاند (Moon) کے ذیلی عنوان سے بنیادی معلومات درج کی گئیں ہیں۔ اسی کے ساتھ ذیلی عنوان سے سورج (Sun) کے بارے میں تفصیلی اندراج ہے۔ اسی کے ساتھ بالترتیب مشتری (Jupiter)، زہرہ (Venus)، مریخ (Mars)، عطارد (Mercury)، زحل (Saturn)، ارنائوس (Uranus)، نیپچون (Neptune) اور پلوٹو (Pluto) کا ذکر ملتا ہے۔ نظام شمسی سے باہر کی دنیا کے نام سے دیے گئے عنوان میں ستارے، سیارچے، دم دار ستارے اور شہاب ثاقب وغیرہ کو موضوع بنے ہیں۔ ستاروں کی دیگر اقسام کے ذیلی عنوان سے دو گانہ، سہ گانہ، چار گانہ ستاروں کے ساتھ گھنٹائے ہوئے ستاروں، دیر تک بدلتے رہنے والے ستاروں، بے قاعدگی کے ساتھ بدلنے والے ستاروں، مسلسل تبدیلی والے ستاروں، اور عارضی ستاروں کا ذکر ہے۔

اس مسودے کے آخری صفحات میں کہکشاؤں اور آغاز اجرام فلکی کے عنوان کے تحت آفرینش سے متعلق علوم فلکیات کے ماہرین کے پانچ نظریات بھی بیان کیے گئے ہیں۔ آخری صفحے پر انگریزی کی اکیس اصطلاحات درج ہیں، جن میں سے چار اصطلاحات کا ترجمہ کیا ہوا ہے، باقی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ اس صفحے کے اوپر واضح حروف میں ”اصطلاحیں جن کے اردو ترجمے مطلوب ہیں“ لکھا ہوا ہے۔

واضح رہے کہ اس مسودے کے ابتدائی چند صفحات بیانیہ انداز کے ہیں جب کہ بقیہ کی نوعیت مطالب کی ترسیل کی بجائے، نوٹس لے کر اخذ و استفادہ کرنے کی ہے۔ فسانہ آدم کے ابتدائی صفحوں میں مجید امجد کا نثری اسلوب اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ موجود ہے۔ ایک اقتباس دیکھیے:

”یہ دنیا، یہ خشکیوں، یہ پانیوں، پہاڑوں، ریگزاروں، درختوں، دریاؤں، وادیوں، چٹانوں کا گہوارہ، جس میں نسل انسانی جھول رہی ہے۔ جس میں ہم چلتے پھرتے رہتے سہتے ہیں، کون جانے کب سے اس مہیب، لامحدود، نیل گوں، فضا کے اندر مصروف گردش و سفر۔ اور کتنی عظیم تبدیلیاں اور کتنے زمانوں کے الٹ پھیر کے بعد اس قابل ہوئی ہے کہ نوع انسانی کے اولین افراد اس کی برقی عمارتوں کے اندر اپنے دونوں اگلے پیروں سے اپنا بوجھ ہٹا کر اپنے دونوں پاؤں پر استادہ ہو سکیں اور اپنے بھونڈے ہاتھوں سے سے بڑی اور پتھر سے اپنے بھدے اوزار گھڑ سکیں (۲)“

ایک جگہ وہ مزید لکھتے ہیں:

”آج ہم جانتے ہیں کہ دنیا، یہ ہمارا کرہ ارض متحرک ہے، گردش میں ہے۔ آج ہم مختلف دیگر عالموں پر تاروں اور سیاروں اور زمانوں کے فاصلوں اور فضاؤں کی لامحدودیت اور محدود لامحدودیت کے متعلق بہتر اور زیادہ درست واقفیت رکھتے ہیں۔ آج ماہرین فلکیات مختلف اجرام آسمانی کی ہدیت، مقام، دوری، رفتار اور ماہیت کے مختلف حیران کردینے والے انکشافات کر چکے ہیں کہ ان کی روشنی میں ساری دنیا کی حیثیت ایک وسیع و مدور خلا کے اندر ایک حقیر سے نقطے سے بھی غیر اہم ہو کر رہ گئی ہے۔ سورج بھی لکھو کھاستاروں کی طرح اس خلائے بسیط میں ایک عام ستارہ ہے (۳)“

فسانہ آدم کو مجید امجد کی تحریر ہونے کے سبب اہمیت حاصل ہے۔ مجید امجد کی نثری کائنات کا ذکر ہو تو ان کی علوم فلکیات میں خصوصی دل چسپی کو دیکھتے ہوئے فسانہ آدم کو مجید امجد کی تخلیق قرار دیا جاتا ہے۔ مجید امجد کے شعری کلیات کے مرتب پروفیسر ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے مجید امجد کی دیگر غیر مطبوعہ تحریروں کے ساتھ ان کی علم فلکیات پر لکھی جانے والی کتاب کے مسودے کی عدم دستیابی پر افسردگی کا اظہار کیا ہے۔ اس بارے میں وہ لکھتے ہیں کہ:

”مجید امجد نے کائنات کے بارے میں ایک کتاب لکھنی شروع کی تھی۔ اگرچہ وہ نامکمل رہ گئی تھی، لیکن وہ اپنی کسی چیز کو ضائع نہیں کرتے تھے۔ اس لیے یقین ہے کہ اس کا مسودہ ان کے دوسرے مسودات کی طرح ان لوگوں کے پاس ہوگا جن کے

پاس ان کے دوسرے مسودات ہیں (۴)۔“

فسانہ آدم کی اشاعت کے بعد اپنے ایک اور مضمون میں اسی موضوع پر وہ کچھ یوں اظہار خیال کرتے ہیں:

”ادبیات کے علاوہ جدید سائنس اور ٹیکنالوجی، فلسفہ، نفسیات اور دیگر علوم سے بھی اسے بہت شغف تھا۔ اسٹرائیٹ پر اس نے اردو میں کتاب لکھنی شروع کی تھی جس کا نام مکمل مسودہ مل چکا ہے۔ کائنات کی وسعتوں اور پیچیدگیوں کا شعور جو اس کی شاعری میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ اس کی وجہ یہی مطالعہ ہے اور یورپ و امریکہ سے آنے والے تازہ پاپولر سائنسی رسائل اس کی نظر سے گزرتے رہتے تھے۔۔۔ اس کے ہاں کہکشائیں، سورج، سیارے، ہماری دنیا، اس کا کرہ ہوائی، اس کے حیاتیاتی مظاہر، جراثیم، نباتات، چرندے، پرندے اور انسانی ارتقا کی نامحتمل لڑی میں پروئے ہوئے دکھائی دیتے ہیں (۵)۔“

ان اقتباسات میں جس نامکمل مسودے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد یقینی طور پر فسانہ آدم ہی ہے۔ مجید امجد کا تحریر کردہ یہ مسودہ ان دنوں ڈاکٹر عامر سہیل کی ملکیت ہے۔ مجید امجد کے حوالے سے اپنے ڈاکٹریٹ کے تحقیقی مقالے کی تحریر و تسوید کے عمل کے دوران میں یہ مسودہ انھیں گورنمنٹ کالج ساہیوال کے پرنسپل اور مجید امجد کے ساتھی اور معتقد پروفیسر عبدالقیوم صبا مرحوم سے دستیاب ہوا (۶)۔

فسانہ آدم کے حوالے سے ڈاکٹر عامر سہیل کا تعارفی مضمون فسانہ آدم: ایک نادر قلمی دستاویز کے عنوان سے نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد کے ری سرچ جرنل دریافت میں شائع ہوا۔ فسانہ آدم کو مجید امجد کی تخلیق قرار دیتے ہوئے، اس کے حوالے سے وہ کچھ یوں رقم طراز ہیں:

”علم فلکیات کے حوالے سے مجید امجد کی شدید خواہش تھی کہ وہ اس موضوع پر باقاعدہ ایک کتاب تحریر کریں۔ انھوں نے اپنے مطالعہ کو بہ روئے کار لا کر لکھنے کا کام شروع کیا تھا لیکن بہت جلد انھوں نے یہ ارادہ ترک کر دیا کہ ان کے خیال میں اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے (۷)۔“

فسانہ آدم کی تحریر سے بہ آسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک باکمال شاعر ہونے کے باوصف مجید امجد علم فلکیات پر لکھی جانے والی انگریزی کتب کے مندرجات سے استفادہ کر کے جدید علوم کی روشنی میں اپنی شعری دنیا کے آفاق کو اور بھی وسیع کرنا چاہتے تھے۔ ان کی نظموں میں ان مطالعات کی صدائے بازگشت واضح طور پر سنائی دیتی ہے۔ اس ضمن میں

فسانہ آدم: مجید امجد کا علم فلکیات پر ایک ممتاز (حقائق کی جستجو کا سفر)

ان کی نظمیں بس اسٹینڈ پر، ۲۹۴۲ء کا ایک جنگی پوسٹر، راتوں میں۔۔۔ نہ کوئی سلطنت غم نہ اقلیم طرب، ایک شام، نیلے تالاب، بھائی کو سچن اتنی جلدی کیا تھی، مرے خدا مرے دل، خرد بینوں پر جھکی، برسوں عرصوں میں، ان سب لاکھوں کروں، صاحب کا فروٹ فارم، درس ایام، امروز، روداد زمانہ اور شرق و مغرب وغیرہ کو بہ طور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔

راقم کی طالب علمانہ رائے ہے کہ فسانہ آدم مجید امجد کی تخلیق نہیں بل کہ علم فلکیات پر لکھی جانے والی مختلف انگریزی کتابوں کا ترجمہ یا ترجمانی ہے۔ ہم نے مجید امجد کے دوستوں سے سنا ہے کہ وہ مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہونے والے مضامین وغیرہ کو بڑے اہتمام سے اپنی فائل میں رکھتے تھے۔ اس فائل میں جدید سائنسی علوم سے لے کر پھلوں اور سبزیوں کے خواص سمیت نوعیت کے مضامین ہوتے تھے۔ اس زمانے میں فوٹو سٹیٹ مشین کی سہولت نہ ہونے کے سبب اس طرح کے مطالعاتی نوٹس اور اخباروں کے تراشے وغیرہ مجید امجد اپنے استعمال میں رہنے والے واحد چوبی صندوق میں سینت سینت کر رکھا کرتے تھے۔ یہ ان کی درویشانہ طبع کا حصہ تھا۔

اس سلسلے میں وثوق سے تو نہیں کہا جاسکتا کہ کون کون سی کتابیں مجید امجد کے مطالعہ میں رہی ہوں گی البتہ ایک کتاب کا حوالہ دینا ضروری ہے، یہ آرلینڈ سے تعلق رکھنے والے معروف ماہر فلکیات ڈاکٹر مارٹن ڈیوڈسن (Dr. Martin Davidson) کی کتاب An Easy outline of Astronomy ہے۔ اس کتاب کا ۱۹۴۶ء میں شائع ہونے والا تیسرا ایڈیشن مجید امجد کے زیر مطالعہ رہا۔ یہ کتاب راقم کو مجید امجد کے رفیق اور منگمری (ساہیوال) سے شائع ہونے والے رسالے فردا کے مدیر اشرف قدسی مرحوم سے دستیاب ہوئی تھی اور آج بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ اس کتاب کے پہلے صفحے پر مجید امجد کے دستخط اور مہر ثبت ہے۔ دستخط کے ساتھ ۲۱ جنوری ۱۹۵۱ء کی تاریخ درج ہے۔ ایک سو آٹھ صفحات پر مشتمل اس کتاب کے صفحہ نمبر ۱۰۶ کے آخر میں بھی مجید امجد کے دستخط موجود ہیں اور نیچے ۱۱ فروری ۱۹۵۱ء اور شہر چیچہ وطنی لکھا ہے۔ اس سے یہ گمان کیا جاسکتا ہے کہ مجید امجد کے یہ سلسلہ ملازمت چیچہ وطنی میں قیام کے دنوں میں، یہ کتاب شاید بائیس دن تک ان کے زیر مطالعہ رہی ہوگی اور انھوں نے اس کے مشتملات سے بھرپور استفادہ کیا ہوگا۔ فسانہ آدم اور An Easy outline of Astronomy کے متون کا تقابل کیا جائے تو اشتراکات کے بہت سے پہلو سامنے آتے ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ مجید امجد اسٹرونومی پر کوئی کتاب لکھنے کی بجائے دراصل اسی کتاب کا ترجمہ کرنا چاہتے تھے لیکن مصروفیت، عدم دل چسپی یا کسی اور سبب سے اسے مکمل نہیں کر پائے۔ فسانہ آدم کا مسودہ اور مذکورہ بالا کتاب طویل عرصہ تک مجید امجد کے پاس موجود رہی اور ازاں بعد فسانہ آدم کا مسودہ پروفیسر عبدالقیوم صبا مرحوم کے پاس اور ڈاکٹر مارٹن ڈیوڈسن (Dr Martin Davidson) کی کتاب اشرف قدسی مرحوم کے پاس جا پہنچی۔ زیر بحث متون کا موازنہ کریں تو دونوں کے مابین گہری مماثلت دکھائی دیتی ہے۔ مثال کے طور پر چند اقتباسات دیکھیے:

”کہکشاں لمبوترے شکل کی ہے، اس کے ستاروں کے اعداد و شمار حیرت ناک ہیں۔ اس کہکشاں کے اندر کوئی ۳۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ چھوٹے بڑے ستارے ہیں۔ ان میں ایک ستارہ سورج ایسا ہے، یہ ہمارے لیے اہم ہے۔ روشنی کو کہکشاں کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچنے کے لیے ۱۲۰۰۰۰۰ سال درکار ہیں۔ سورج ہمارے لیے اہم ہے لیکن کہکشاؤں کے اندر اس کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ بڑا ظلم ہے (۸)“

The galaxy is shaped somewhat like a bun, but is more flattened than most buns are...in side this bun-shaped system there are about at 30000000000 stars. That is 30000 million, which, taken on the average, do not differ very much from one particular star that is important for us-our sun. Light would require about 1200000 year to cross the galaxy from end to end. We might expect that an important stae like the sun (imortant at least from our point of view) would be near the centre of this vast system but no special performance is shown to it. (۹)

چاند قریبی ہمسایہ ہے (۱۰)۔

The moon is our nearest neighbour. (۱۱)

چاند میں فضا نہیں (۱۲)۔

The moon to day has no atmosphere. (۱۳)

زمین کے لیے چاند کا سب سے بڑا فائدہ جوار بھانا ہے (۱۴)۔

She (moon) is more important for the influence on the seas. (۱۵)

اس سیارے کی سطح مشکل سے نظر آتی ہے کیوں کہ یہ چادر ابر میں لپٹا اور گھرا رہتا ہے۔ (۱۶)

It is quite impossible to see the surface of the planet because of the layer of cloud which always surrounds her. (۱۷)

اس کے علاوہ چند پہلوؤں پر غور کیا جائے تو فسانہ آدم کے ترجمہ ہونے کا خیال اور بھی پختہ ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر:

ا۔ فسانہ آدم کے متن میں مجید امجد سے نظام شمسی کے سیارے مشتری اور عطارد کو Jupiter لکھنے کی غلطی سرزد ہوئی ہے۔ مطالعے کے دوران مجید امجد نے اس کے مندرجات کو مختلف جگہوں پر نشان زد کیا ہے۔ ڈیوڈسن (Davidson) کی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳۴ اور صفحہ نمبر ۴۱ پر مجید امجد کے اپنے قلم سے ان تسامحات کو دیکھا جاسکتا ہے۔
ب: فسانہ آدم اور An easy outline to Astronomy کی فہرست کے عنوانات کی ترتیب بالکل یکساں ہے اور اس میں کہیں پر معمولی سا فرق بھی محسوس نہیں ہوتا۔

ج: آغاز اجرام فلکی کے چند نظریات کے ذیلی عنوان کے تحت مجید امجد نے نظریہ لپیس، چیمر لین اور مولٹن کی تھیوری، سر جیمز جینز کی تھیوری، لٹلن کی تھیوری اور ملر کی تھیوری (ص ۱۷) کا ذکر کیا ہے۔ An easy outline to Astronomy میں یہ تمام نظریات اسی ترتیب سے موجود ہیں (ص ۸۹ تا ص ۹۴)، البتہ کسی وجہ سے مجید امجد کے مسودے میں پروفیسر بائیکٹن (Professor Bickerton) کے تصور کائنات کا ذکر ہونے سے رہ گیا ہے۔
د: فسانہ آدم کے آخری صفحے پر اسٹرانومی سے متعلقہ انگریزی اصطلاحات کی فہرست دی گئی ہے، ان کی تعداد اکیس ہے۔ ان میں سے مجید امجد کی طرف سے چار اصطلاحات کے معانی درج کیے گئے ہیں۔ اس صفحے کے اوپر نمایاں حروف میں "اصطلاحیں جن کے اردو ترجمے مطلوب ہیں" تحریر ہے۔ یہ اصطلاحات متعلقہ انگریزی کتاب میں easy outline to Astronomy کے ترجمے کے عمل کے دوران میں، ان اصطلاحات کی اردو میں منتقلی میں دقت پیش آئی ہوگی، اور ان کا ترجمہ ملتی ہو گیا ہوگا۔

ہ: مجید امجد نے ادب عالیہ کے جن شعبوں میں بھی حصہ لیا، اس کا ذکر انہوں نے کہیں نہ کہیں کر دیا ہے۔ اپنی کسی تحریر، انٹرویو یا خط میں کہیں بھی انہوں نے علم فلکیات پر کوئی کتاب لکھنے کا دعویٰ نہیں کیا، البتہ ان کے مختلف تراجم کا ذکر ملتا ہے، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کو دیے گئے ایک انٹرویو میں مجید امجد نے وکٹر ہیوگو کے ناول کے گم شدہ مسودے کا ذکر کیا ہے۔
و: ان شواہد سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ترجمہ نگاری کے عمل سے مجید امجد کو خاص شغف تھا اس لیے محض قیاس کی بنیاد پر فسانہ آدم کو مجید امجد کی تخلیق قرار دینا شاید مناسب نہیں۔

فسانہ آدم کے مجید امجد کی تصنیف ہونے کے حوالے سے اب تک پیش کیے گئے تصورات قیاس پر مبنی ہیں۔ فسانہ آدم کے مسودے کو دیکھ کر جہاں مجید امجد کی علم فلکیات سے دل چسپی کا پتہ چلتا ہے وہاں یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ وہ اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھ رہے تھے بل کہ An easy outline to Astronomy کا ترجمہ کرنا ہی ان کا مقصود نظر تھا، یا وہ اس کتاب کے الفاظ و معانی سے کشید ہونے والی معنویت کو شاعرانہ روپ دے کر اپنی نظموں میں سائنسی استدلالت کے ساتھ بیان کرنا چاہتے تھے۔ ان کی کائناتی شعور کی حامل زیادہ تر نظمیں اس کتاب کے مطالعہ کے سال یعنی ۱۹۵۱ء کے بعد کے چند سالوں کی تخلیق کردہ ہیں۔

یہ بات بھی درست ہے کہ محض ڈاکٹر مارٹن ڈیوڈسن (Dr Martin Davidson) کی کتاب An Easy outline of Astronomy ہی کو مجید امجد کی کائناتی فکر اور فلسفے کا ماخذ قرار دینا شاید درست نہ ہو، ظاہر ہے اس موضوع پر اور کتابیں بھی ان کے مطالعے میں رہی ہوں گی۔ فسانہ آدم مجید امجد کی تحریر ہے یا ترجمہ، دونوں صورتوں میں یہ ان کی اس موضوع سے گہری دل چسپی کا ثبوت ہے۔

حواشی:

- (۱) محمد اقبال، علامہ، کلیات اقبال (اسلام آباد: الحرا پبلشنگ، ۲۰۰۰ء)، ص ۲۳۴۔
- (۲) مجید امجد، (قلمی مسودہ)، فسانہ آدم، مملوکہ، ڈاکٹر عامر سہیل، ص ۲۔
- (۳) مجید امجد، (قلمی مسودہ)، فسانہ آدم، ص ۳۔
- (۴) خواجہ زکریا، ڈاکٹر، مجید امجد کا نظریہ کائنات، مشمولہ چند اہم جدید شاعر (لاہور: سنگت پبلشرز، ۲۰۰۳ء)، ص ۱۵۰۔
- (۵) خواجہ زکریا، ڈاکٹر، مجید امجد شاعر حیات و کائنات، مشمولہ یہ دنیا نئے امروز میری ہے، مرتبین: ڈاکٹر محمد کمران، ڈاکٹر ضیاء الحسن، ڈاکٹر ناصر عباس نمبر (لاہور: شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۵ء)، ص ۵۰۔
- (۶) عامر سہیل، ڈاکٹر، فسانہ آدم: ایک نادر قلمی دستاویز، مشمولہ دریافت (اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، جلد، شمارہ ۷)، ص ۷۔
- (۷) عامر سہیل، ڈاکٹر، فسانہ آدم: ایک نادر قلمی دستاویز، ص ۷۔
- (۸) مجید امجد، (قلمی مسودہ)، فسانہ آدم، ص ۱۳۔
- (۹) Davidson, Martin, An easy outline to astronomy, London: Watts & co, 1946 A.D, p14
- (۱۰) مجید امجد، (قلمی مسودہ)، فسانہ آدم، ص ۴۔
- (۱۱) Davidson, Martin, An easy outline to astronomy, p17
- (۱۲) مجید امجد، (قلمی مسودہ)، فسانہ آدم، ص ۴۔
- (۱۳) Davidson, Martin, An easy outline to astronomy, p21
- (۱۴) مجید امجد، (قلمی مسودہ)، فسانہ آدم، ص ۴۔
- (۱۵) Davidson, Martin, An easy outline to astronomy, p17

فسانہ آدم: مجید امجد کا مسلم فلکیات پر ایک متالہ (حقائق کی جستجو کا سفر)

(۱۶) مجید امجد، (قلمی مسودہ)، فسانہ آدم، ص ۴۔

(۱۷) Davidson, Martin, An easy outline to astronomy, p36

مآخذ:

اقبال، محمد علامہ، کلیات اقبال، اسلام آباد: الحمرا پبلشنگ، ۲۰۰۰ء۔

زکریا، خواجہ محمد، مجید امجد شاعر حیات و کائنات، مشمولہ یہ دنیا کے امروز میری ہے، مرتبین: ڈاکٹر محمد کامران، ڈاکٹر ضیاء الحسن، ڈاکٹر ناصر عباس نیر، لاہور: شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۵ء۔

_____، مجید امجد کا نظریہ کائنات، مشمولہ چند انہم جدید شاعر، لاہور: سنگت پبلشرز، ۲۰۰۳ء۔

عامر سہیل، ڈاکٹر، فسانہ آدم: ایک نادر قلمی دستاویز، مشمولہ دریافت، اسلام آباد: نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، جلد، شمارہ ۷۴۔

مجید امجد، (قلمی مسودہ)، فسانہ آدم، مملوکہ، ڈاکٹر عامر سہیل۔

Davidson, Martin, An easy outline to astronomy (لندن: وائس اینڈ کمپنی، ۱۹۳۶ء)